کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ سے پریشانی کا سبب پوچھا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دشمن ہمارے اس قدر قریب پہنچ گیا ہے کہ اگر یہ ظالم اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ فرمایا ابو بکر صدیقؓ پرواہ نہ کر ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

سراقہ کچھ دیر تو حیرانی اور پریشانی کے عالم میں کھڑا رہا پھر یکایک خیال آیا کہ غار کے اندر دیکھنا چاہئے! ابھی یہ سوچا ہی تھا کہ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جانور جتنا زور لگاتا اتنا ہی زمین میں دھنستا جاتا تھا۔ سراقہ کی تو جان ہی نکل گئی۔ آواز دیکر عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کی بددُعا سے میرا گھوڑا زمین میں غرق ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے اس عذاب سے نجات دلائیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تعاقب میں آنے والے سب لوگوں کو واپس لے جاؤں گا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی تو زمین نے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور سراقہ الٹے قدم لوٹ گیا۔ راہ میں دوسرے لوگ ملے تو کہنے لگا خواہ مخواہ جان ہلکان کر رہے ہو میں دور دور تک دیکھ آیا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اب تک تو نہ جانے کہاں کے کہاں پہنچ چکے ہوں۔ چنانچہ سبھی مایوس ہو کر وہیں سے واپس ہو گئے!

بے دودھ بکری کا دودھ دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک مشہور صحابی ہو گزرے ہیں ان کے بچپن کا واقعہ ہے کہ کسی قریشی رئیس کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ صبح سویرے ریوڑ لے کر مکہ کے نواح میں نکل جاتے اور شام واپس لے آتے تھے۔

ایک روز حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو بکرؓ ہمراہ

---

(۳۰) اور سورہ الانفال (۳۰) اور سورہ توبہ (۴۰)

Marfat.com

کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ گرمیوں کا زمانہ تھا ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیاس محسوس ہوئی۔ پانی تو ارد گرد کہیں نہیں تھا۔ دور بکریاں چرتی نظر آئیں تو ادھر کو ہولئے' پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک نو عمر لڑکا چٹان کے سائے میں بیٹھا گلے کی نگرانی کر رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچے (عبداللہ بن مسعود) کے پاس گئے اور پوچھا کیوں صاحب زادے کیا ہمیں تھوڑا سا دودھ مل سکتا ہے۔

لڑکا بولا یہ تو کسی اور کا مال ہے میں تو محض چرواہا ہوں' مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں دے سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچے کے جواب سے بہت خوش ہوئے' فرمایا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا یوں کرو کہ بکری کا کوئی بچہ پکڑ لاؤ' حضرت عبداللہ ایک بچہ لے آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے بچے کو پکڑا اور جناب رسالت مآب نے تھنوں کو ہاتھ لگا کر دعا فرمائی' پاس ہی ایک گہرا سا پتھر پڑا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اٹھا لائے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس میں دودھ دوہا۔ پتھر دودھ سے لبالب بھر گیا تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود پیا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیاس بجھائی اب جو بچ رہا تو چرواہے نے بھی سیر ہو کر پیا۔

جب سب فارغ ہو گئے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اے تھن سمٹ جا" اور وہ سمٹ کر یوں خشک ہو گیا جیسے کبھی ہرا بھرا ہی نہ ہو۔

اس معجزہ نے چرواہے (حضرت عبداللہ بن مسعود) کے دل پر بے حد اثر کیا اور اس کے ایمان لانے میں اس واقعہ کا گہرا ہاتھ تھا!

Marfat.com

(۸)

بھیڑیے کی گفتگو

ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک دن ایک یہودی آبادی سے دور بکریاں چرا رہا تھا۔ اتفاق سے ایک بھیڑیا کہیں سے آنکلا اور ایک بکری دبوچ کر چلتا بنا۔ چرواہے نے پیچھا کیا اور بکری بھیڑیے کے منہ سے چھڑالی۔

خدا کی قدرت دیکھئے کہ بھیڑیا بھاگنے کے بجائے اپنی جگہ پر رک کر بولا۔

میں رزق کی نیت سے نکلا۔ اللہ نے مجھے دے دیا۔ جو تو نے رزق چھین لیا یہ کوئی اچھا نہیں کیا۔

چرواہے نے ایک جانور کو یوں باتیں کرتے سنا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ بولا خدا کی قسم، یہ تو بہت ہی عجیب واقعہ ہے، میں نے آج تک کسی جانور کو بولتے نہیں دیکھا۔

بھیڑیا بولا کہ اس سے بھی عجیب واقعہ تو اس شخص کا ہے۔ جو مدینہ میں موجود ہے، جو ماضی کی خبر دیتا ہے اور حال کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔ (مگر لوگ پھر بھی اس پر ایمان نہیں لاتے۔)

یہ سن کر چرواہا فوراً دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا اور ایمان لے آیا!

(۹)

پہاڑ کا ہلنا

ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ

Marfat.com

'حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ کوہِ اُحد پر شریف لے گئے اتفاق سے پہاڑ میں زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور پتھر گرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پائے مبارک سے پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور کہا۔

اے پہاڑ! رک جا۔ اس وقت تیری پشت پر پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے یا صدیق' یا پھر شہید۔"

یہ کہنا تھا کہ پہاڑ بالکل ساکن ہو گیا!

راوی کو پہاڑ کے نام کے بارے میں کچھ شبہ ہے کہ یہ کوہ احد تھا کہ کوہ حرا۔ اگر یہ کوہ احد تھا تو یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا اور اگر کوہ حرا تھا تو ہجرت سے پہلے مکہ میں رونما ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمرہیوں کے ناموں کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر پہاڑ پر سکون ہو گیا!

(۱۰)

درختوں کا چلنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ چند صحابہ کرام بھی ہمراہ تھے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ قیام فرمایا۔

اِسی اثنا میں حاجت محسوس ہوئی تو مناسب جگہ کی تلاش میں نکلے حضرت جابرؓ کو علم ہوا تو وہ پانی کا لوٹا اٹھائے ساتھ ہو گئے۔ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی مناسب آڑ نہ ملی۔ پڑاؤ سے کافی دور نکل گئے مگر کوئی مناسب آڑ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور دور دور تک ایسے کوئی آثار بھی نہ تھے۔ بس ایک وسیع میدان تھا اور

صحیح بخاری

Marfat.com

کنارے پر صرف دو درخت کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنی پکڑی اور فرمایا۔

"خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔"

یہ کہنا تھا کہ درخت ایک اصیل اور فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ ہولیا۔ پھر یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسرے درخت کو دیا اور وہ بھی رسول خدا کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ پھر دونوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا۔

"خدا کے حکم سے باہم جُڑ جاؤ۔"

اس پر دونوں درختوں کی ٹہنیاں جھک کر آپس میں یوں مل گئیں کہ پردہ سا بن گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔[1]

(11)

درخت کا چلنا اور کلمہ طیبہ پڑھنا

ایسے ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک اور سفر میں تھے کہ ایک بدو سے ملاقات ہو گئی۔ بڑی شفقت سے حال احوال دریافت فرمایا اور پوچھا

"میاں کدھر جا رہے ہو"

کہنے لگا جناب! کہیں کام کی غرض سے گیا تھا' اب فارغ ہو کر گھر واپس جا رہا ہوں۔"

فرمایا کیا تمہیں نیکی کی ضرورت ہے' کوئی نیک کام کرنا چاہتے ہو۔ کہنے لگا نیکی کی ضرورت تو سبھی کو ہوتی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کس نیکی کا ذکر

Marfat.com

کر رہے ہیں۔

فرمایا' "کلمہ توحید پڑھ لے۔ تاکہ تمہاری عاقبت بخیر ہو' اور اس سے کر بھلا کوئی کیا نیکی ہو سکتی ہے۔"

بدو بولا یہ تو آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ممکن ہے سچ بھی ہو' مگر ایک اجنبی کی بات یونہی تو قبول نہیں کی جا سکتی کوئی گواہی کے بغیر بات نہیں بنتی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس بات کا گواہ کون ہے۔

فرمایا "وہ سامنے والا درخت۔"

یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وادی کے اس کنارے والے درخت کو اشارہ کیا وہ بھاگتا ہوا آیا۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر آداب بجالایا اور تین مرتبہ کلمہ توحید پڑھا۔

بدو یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے ایسا معجزہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا۔

کہنے لگا بے شک آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت کے بارے میں میرے دل میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

نیکی کی یہ دولت چل کر میرے گھر میں آ گئی ہے۔ تو چاہتا ہوں۔ کہ اپنے گھر والوں کو بھی مالا مال کر دوں' انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے کو کہوں وہ مان گئے تو بہتر' ورنہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لے ہی آیا ہوں۔[1]

(۱۲)

منبر کا ہلنا

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر بیٹھے خطبہ

۱۔ بحوالہ طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۶۷ از سید سلیمان ندوی

Marfat.com

صحابہ کی ایک بڑی تعداد مسجد نبوی میں موجود تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت و بزرگی اور جلال و جمال کا بیان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک خاص کیفیت میں تھے۔ ذکر الٰہی کے ساتھ دائیں بائیں ہل رہے تھے۔ مجمع پر بھی رقت طاری تھی۔ عجب سماں تھا۔ ایسے میں لکڑی سے بنا ہوا منبر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ساتھ اس نے بھی دائیں بائیں جھومنا شروع کر دیا منبر کے مسلسل ہلنے پر حاضرین کو خدشہ ہوا مبادا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لے کر گر پڑے مگر ایسا نہیں ہوا۔ جونہی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ ختم کیا۔ منبر کو بھی قرار آ گیا اور وہ پہلے کی طرح پر سکون ہو گیا!

(۱۳)

لکڑی کا تلوار بننا

جنگ بدر میں گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔ مسلمان بڑھ چڑھ کر داد شجاعت دے رہے تھے۔ ہر طرف سے تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ایسے میں صحابی رسول حضرت عکاشہ بن محجن نے ایک دشمن پر وار کیا تو تلوار خود سے ٹکرائی اور دو ٹکڑے ہو گئی۔ سخت پریشان ہوئے کہ عین میدان جنگ میں نہتے ہو کر رہ گئے ہیں۔ بادل نخواستہ صفوں سے باہر نکل آئے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پریشانی بیان کی۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا عکاشہ فکر مت کرو اور ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ صحابی رسول نے لکڑی کو ہاتھ میں پکڑ کر لہرایا تو وہ اللہ کی قدرت سے تلوار بن گئی۔ جناب عکاشہ پھر سے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بہت سوں کو جہنم رسید کیا۔ تاریخ کی کتب میں یہ تلوار عَون کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس کے

بعد بھی حضرت عکاشہؓ کئی دفعہ جہاد میں شریک ہوئے اور یہی تلوار استعمال کی۔ بالآخر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔

اسی طرح ایک اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار میدان اُحد میں ٹوٹ گئی۔ انہیں آنحضرت نے کھجور کی ٹہنی دی جو ان کے ہاتھ میں جاتے ہی تلوار بن گئی۔ حضرت عبداللہ اس تلوار کے ساتھ لڑتے رہے اور بالآخر شہادت پائی۔ اس تلوار کو عَرجُون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے!

(۱۴)

کنکریوں کی شہادت

ابو جہل اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اسلام کی سچائی کے بارے میں اسے کوئی شبہ نہ تھا۔ لیکن حیلے بہانے کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوا کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ کہنے لگا اگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ بتادیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں بتاؤں یا مٹھی میں موجود کنکریاں خود بتادیں۔ ابو جہل اس پر چونکا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں۔ مگر ہٹ دھرم آدمی تھا۔ کہنے لگا کنکریاں بتائیں اس پر کنکریوں میں سے کلمہ شہادت کی آواز آنے لگی۔ مگر ابو جہل بھلا کب ماننے والا تھا یہ کھلا معجزہ دیکھنے کے باوجود کہنے لگا یہ تو (نعوذ باللہ) جادو ہے۔

۱- سیرت ابن ہشام

Marfat.com

(۱۵)

اَلسَّلام یَارَسُوْلَ اللہِ

ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذرا گھومنے کے لئے نکلے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ ہمراہ تھے۔ چلتے چلتے مکہ سے باہر نکل آئے۔ اس دوران ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ جو بھی پہاڑ یا درخت راہ میں آتا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سلام کرتا۔

اَلسَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللہِ

حضرت علی کرم اللہ وجہ سخت حیران ہوئے۔ واپس آکر انہوں نے یہ واقعہ کئی صحابہ سے بیان کیا اور کہا کہ سلام کی آواز اس قدر بلند تھی۔ کہ میں بہ آسانی سن رہا تھا[1]

(۱۶)

کھجوروں کے گچھّے کی گواہی

ایک روز ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دین قبول کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن کوئی نشانی یا معجزہ دیکھے بغیر ایسا کرنا مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا نشانی چاہتے ہو۔ سامنے کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ اس پر کھجوروں کے گچھے موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہیں بلا کر دکھائیں حضور رسالت مآبؐ نے اشارہ کیا تو گچھے حاضر ہو گئے[2] پھر آپؐ کے حکم

۱۔ شمائل ترمذی ۲۔ شمائل ترمذی

Marfat.com

سے واپس چلے گئے۔ یہ دیکھ کر بدو کا ٹھنک یقین میں بدل گیا اور پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(۱۷)

ستون حنانہ

مسجد نبوی آج کل تو اعلیٰ طرز پر تعمیر کی گئی ایک شاندار اور جدید عمارت ہے۔ لیکن حضورؐ کے زمانے میں مٹی، پتھروں، کھجور کے پتوں اور چھال سے بنی ہوئی تھی۔ چھت کو سہارا دینے کے لئے کھجور کا ایک ستون تھا۔ جسے تاریخ میں ستون حنانہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور ایک عرصہ تک اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ چونکہ کھڑے رہنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک بڑھئی نے منبر بنا کر پیش کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے۔

آپؐ منبر پر بیٹھے ہی تھے کہ بے جان ستون نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا۔ بعض روایتوں کے مطابق رونے کی آواز اونٹ کے بلبلانے سے مشابہ تھی۔ جناب رسالت مآب کی جدائی اس سے برداشت نہ ہو سکی۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر سے نیچے اتر کر ستون کے پاس تشریف لے گئے شفقت سے دلاسہ دیا تسکین کے لئے اس پر ہاتھ رکھا اور سینے سے لگایا اس پر آواز بند ہو گئی۔ صحابہ کو اس بات پر متعجب دیکھ کر فرمایا اس کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (اور اب اس سے محروم یا دور ہو گیا ہے۔)

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

(۱۸)

راستہ روشن ہو گیا

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مبارک صحابہ کرام کے لئے بے پناہ کشش کا باعث تھی۔ وہ دیوانہ وار آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرد جمع رہتے۔ دین کی باتیں پوچھتے' اپنے مسئلے مسائل دریافت کرتے۔ قرآن سیکھتے' صحابہ کی آمدورفت صبح شام جاری رہتی تھی۔

ایک شام دو صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت سے فیضاب ہوئے۔ دین کی باتوں میں ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ وقت کا دھیان ہی نہ رہا۔ رات گہری ہو گئی۔ اٹھنے کو دل تو نہیں چاہ رہا تھا۔ ناچار اٹھے' اجازت لے کر مسجد سے باہر نکلے تو گھپ اندھیرا تھا۔ راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ۔ ناگاہ ان دونوں کے سامنے دو چراغ روشن ہو گئے۔ اور ان کے آگے آگے چلنے لگے۔ تاریکی چھٹ گئی اور وہ بہ آسانی چلتے گئے۔

کچھ آگے جاکر وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف مڑے، تو ایک چراغ ایک کے آگے ہولیا اور دوسرا دوسرے کے' اور یوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھروں تک پہنچے۔

سبحان اللہ! وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مہمان تھے۔ ان کو کسی قسم کی بھی پریشانی کیونکر ہوتی۔

(۱۹)

بت گرے

کفار مکہ نے خانہ کعبہ کے اندر اور باہر بے شمار بت رکھے ہوئے تھے۔ فتح ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے خانہ کعبہ تشریف لے گئے۔ ایک چھوٹی سی چھڑی ہاتھ میں تھی اور زبان مبارک پر سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت جاری تھی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل - ۹)

ترجمہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل نے مٹنا ہی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ ہاتھ لگائے بغیر دھم سے زمین پر گر پڑتا تھا۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد موجود بتوں کو زمین بوس کیا۔

خانہ کعبہ کے اندر موجود بتوں کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی اکھڑوا کر باہر پھنکوا دیا گیا تھا۔[1]

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

نواں باب

بے ادبی کی سزا

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سراپا رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عام طور پر بد دعا سے گریز کیا۔ مخالفین نے ہر طرح کے ظلم ڈھائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صبر و شکر سے سہا اور اُف تک نہ کی۔

تاریخ سیرت اور احادیث کی کتابوں میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ کفار کے مظالم دیکھ کر حاضرین کا دل کڑھا اور انہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں دُعا کی درخواست کی۔ مگر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے در گزر سے کام لیا۔ برائی کی بدلے میں بھلائی کی اور ظالموں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔

تاہم ایک آدھ واقعہ ایسا ضرور ملتا ہے کہ رسول خدا نے دشمنوں کی عبرت کے لئے ان کے لئے بد دعا فرمائی۔

اور پھر اللہ کو بھی پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کفار کی گستاخیاں برداشت نہیں ہوتی تھیں اور ظالموں کو بے ادبی کی سزا مل کر رہتی تھی۔

اس باب میں ایسے ہی معجزات کا ذکر ہے۔

Marfat.com

(۱)

خداوندا! ان کو پکڑ!

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے' تو کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو طرح طرح سے پریشان کرتے۔ کبھی دور بیٹھ کر قہقہے لگاتے' کبھی بلند آواز سے گانا شروع کر دیتے۔ نماز کو الٹی سیدھی حرکتوں سے تعبیر کرتے یہ زبانی ایذا روز کا معمول تھا۔

آہستہ آہستہ ان کے حوصلے بڑھتے گئے۔ اور وہ دست درازی پر اتر آئے۔ کبھی حالت نماز میں دھکا دے دیتے۔ کبھی کپڑوں کو پکڑ کر جھٹکا دیتے اور کبھی گلے میں چادر ڈال کر دم گھٹنے کی کوشش کرتے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت صبر کے ساتھ یہ سب برداشت کرتے رہے مگر ایک روز تو ظالموں نے زیادتی کی انتہا کر دی۔ وہ کہیں سے گندگی سے بھری ہوئی اوجھڑی اٹھا لائے۔ جناب رسالت مآبؐ سجدے میں گئے۔ تو ایک بدبخت نے اوجھڑی اٹھا کر اوپر الٹ دی۔ گند جو نکل کر پھیلا تو مارے ہنسی کے دوہرے ہوئے جا رہے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابھی سجدے ہی میں تھے۔ کہ اتفاق سے ان کی پیاری صاحب زادی حضرت فاطمہؓ ادھر آنکلیں باپ کو اس حالت میں دیکھا تو لپک کر آئیں۔ پشت پر سے اوجھڑی ہٹائی اپنے ہاتھوں اور چادر سے گندگی صاف کی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدے سے اٹھے' اطمینان کے ساتھ نماز ختم کی۔ سلام پھیرا تو وہ بدبخت اپنی کارستانی پر خوش ہو رہے تھے۔ تعداد میں دس لوگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا 'خداوندا! ان کو پکڑ'

حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے ان الفاظ کا [illegible]

مکہ کی مٹی گم ہو گئی' چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں [illegible]

Marfat.com

گیا ہو سکتا تھا۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور وہ سب کے سب بدر کے میدان میں مارے گئے!

(۲)

ابولہب اور اس کی بیوی کو سزا

ابو لہب رشتے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چچا تھا۔ نہایت اکھڑ، درشت لہجہ اور بد مزاج شخص تھا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوہ صفا سے قوم کو پکارا تو وہ بھی چلا آیا۔ پوری بات توجہ سے سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت پر گواہی بھی دی۔ مگر جب پیغام الٰہی سنا تو بھڑک اٹھا بولا، تمہارا ستیاناس ہو، کیا یہی کچھ سنانے کے لئے یہاں بلایا تھا؟

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھلا دشمنِ دین کی اس بد زبانی کا کیا جواب دیتے، خاموش ہو رہے۔ مگر اللہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی برداشت نہ ہوئی۔ سورہ لہب[۲] نازل ہوئی۔ جس میں ابولہب کے حسرت ناک انجام کا اعلان ہوا۔ اس کے بارے میں تین باتیں قابل ذکر تھیں۔

(الف) اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف اس کی تمام تدبیریں ضائع جائیں گی۔

(ب) اس کی اولاد اور اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا۔

(ج) وہ خود آگ کا ایندھن بنے گا۔

ابولہب کے بارے میں یہ پیشین گویاں چند ہی سالوں میں پوری ہو گئیں اور اسے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عبرت ناک سزا ملی۔

---

[۲] صحیح بخاری
سورہ لہب کا ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو گیا۔ اس کی دولت اور کمائی اس کے کسی کام نہ آئی اب وہ لپک مارتی آگ میں جھلسنے والا ہے اور لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی اس کی بیوی کے گلے

Marfat.com

ابو لہب اور اس کے ساتھیوں کی پوری کوشش کے باوجود دین اسلام کو ترقی ملی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہر طرف پھیل گیا۔

ابو لہب کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ دو کفر کی حالت میں اس کے سامنے مرے اور اس کے کسی کام نہ آسکے۔ باقی دو بیٹوں اور بیٹی کو اس نے اسلام سے دور رکھنے کی پوری کوشش کی، مگر ناکام رہا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور ابو لہب کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

ابو لہب کا اپنا انجام بھی بے حد عبرت ناک تھا۔ وہ طاعون سے ہلاک ہوا شہر کے لوگ اس بیماری سے بے حد خوف زدہ تھے۔ کسی کو بھی اس کی نعش کے پاس جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ جب بو اٹھنے لگی تو بالآخر فیصلہ ہوا کہ اسے مکان کے اندر ہی دفن کر دیا جائے۔ لوگوں نے نعش کے پاس جانے اور قبر کھودنے کی بجائے۔ مکان کی چھت کو پھاڑا اور اوپر سے مٹی اور پتھروں کا انبار یوں گرایا کہ بد بخت ابو لہب کی نعش ملبے کے نیچے دب کر قبر کی شکل اختیار کر گئی۔

قرآن حکیم کی سورہ لہب میں ابو لہب کی بیوی ام جمیل کی ہلاکت کی پیشین گوئی بھی موجود ہے۔

یعنی کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اور اس کے گلے میں کھجور کے چھال کا رسہ ہو گا۔

اپنے شوہر کی طرح یہ بد نصیب عورت بھی رسول خدا کی سخت دشمن تھی۔ اچھی خاصی صاحب حیثیت تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عداوت کا یہ عالم تھا۔ کہ خود جنگل سے کانٹے اکٹھے کر کے لاتی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی راہ میں بچھاتی تھی۔

ایک روز جنگل سے لکڑیوں اور کانٹوں کا گٹھا سر پر اٹھائے لا رہی تھی۔ جو کھجور کی چھال کی مضبوط رسی سے بندھا ہوا تھا۔ راہ میں تھک گئی تو ستانے کے لئے ایک چٹان پر بیٹھ گئی۔ گٹھا بدستور سر پر تھا۔ یہ جو پیچھے کی جانب پھسلا تو

میں آرہی اور بوجھ سے پھندا بن گیا۔ یوں یہ دشمن خدا دم گھٹنے سے مر گئی!
اور یوں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا یہ جوڑا اپنے انجام کو پہنچا۔

(۳)

ام جمیل کی نظر بندی

ابو لہب کی بیوی اُمِ جمیل کے لئے سورہ لہب میں حمالتہ الحطب، یعنی لکڑیاں اٹھانے والی استعمال ہوا، تو بہت بھڑکی۔ ہر کسی سے کہتی کہ اب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سامنا ہوا تو اس کا بدلہ ضرور لوں گی۔

چنانچہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ خدمت نبوی میں حاضر تھے کہ ام جمیل بھی ادھر آنکلی۔ اسے دور سے آتا دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہتر ہے کہ یہاں سے اٹھ چلیں۔ بہت بے ادب اور بدزبان عورت ہے۔ مبادا گستاخی کرے۔

ارشاد ہوا، ابو بکرؓ، فکر نہ کریں وہ مجھ کو نہیں دیکھ سکے گی۔

اتنے میں وہ قریب آگئی اور آنکھوں پہ ایسی پٹی بندھی کہ رسول خدا بالکل دکھائی نہ دیئے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہنے لگی، دیکھو تمہارے آقا نے پھر میری ہجو کی ہے۔ میں ہرگز معاف نہیں کروں گی۔

ابو بکر صدیقؓ بولے تم غلطی پر ہو میرے آقا شاعر نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی برائی کرتے ہیں۔

بد بخت عورت تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلاش میں آئی

۱۔ تفسیر سورہ لہب

Marfat.com

تھی۔ چنانچہ مایوس ہوکر لوٹ گئی۔ حالانکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ آلہ وآلہ وسلم سامنے بیٹھے تھے اور قدرت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں اپنی حفاظت میں لے لیا کہ وہ دیکھ نہ سکی۔

(۴)

ابوجہل کا خوف زدہ ہونا

نبوت کے اعلان کے بعد کچھ عرصہ تک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر پر نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اللہ کے حکم سے حرم کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ پتھروں کی پرستش کرنے والے کفار مکہ کے لئے عبادت کا یہ انداز بالکل نیا اور انوکھا تھا وہ تو بتوں کو پوجتے تھے 'ایک اَن دیکھے خدا کی عبادت کا تصور ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ چنانچہ وہ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ کہنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی ہوتے ہوتے بات ابوجہل تک پہنچی جو بے حد دولت مند ہونے کے علاوہ قریش کا سردار بھی تھا اور اس پر طُرّہ یہ کہ اپنے تکبر اور جہالت کے سبب کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ حرم کعبہ میں نماز کا سن کر آگ بگولا ہو گیا' ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس طرح اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ نماز کا وقت ہوا' سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی شان بے نیازی سے تشریف لائے اور نماز کی نیت باندھ لی۔ ابوجہل فاصلے پر کھڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کے انداز کو غور اور دلچسپی سے دیکھتا رہا۔

جونہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیر کر فارغ ہوئے بڑے تکبر سے اکڑ اکڑ کر چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور اس ظلم کی مرا

سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سخت لہجے میں منع کرنے لگا لیکن سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے خوفزدہ یا متاثر ہوئے بغیر اسے زبردست ڈانٹ پلائی ابو جہل کو اس قسم کے جواب کی توقع نہ تھی۔ وہ تو سمجھتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی ظاہری شان و شوکت سے مرعوب ہو جائیں گے۔ لیکن ادھر تو معاملہ ہی دوسرا تھا اس کا سامنا ایسے شخص سے ہوا تھا جو اللہ کے سوا کسی سے خوفزدہ ہونا جانتا ہی نہ تھا۔ ابو جہل کے تو گویا تن بدن میں آگ لگ گئی کہنے لگا "محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم مجھے ڈانٹتے ہو کیا تم جانتے نہیں کہ میں مکہ کا سب سے امیر اور با اثر سردار ہوں لات و منات[1] کی قسم میں اس ذلت کا بدلہ ضرور لوں گا۔ اور تمہارے مقابلے میں نوجوان سواروں سے جنگل بھر دوں گا۔

وہ اُول فُول بکتا رہا۔ لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی ان دھمکیوں کی پرواہ کب تھی۔ آپؐ اطمینان سے عبادت میں مصروف رہے۔ اس واقعہ سے ابو جہل کی بہت سبکی ہوئی خفت مٹانے کے لئے کہنے لگا خیر آج چھوڑے دیتا ہوں۔ آئندہ کبھی حرم میں نماز ادا کرنے کی جرأت کی تو بُرا پیش آؤں گا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان دھمکیوں کی پرواہ کئے بغیر حرم میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔

چند ہی روز گزرے ہوں گے کہ ابو جہل نے پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حرم میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے کہ وہ تیزی سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف لپکا کہ گردن مبارک پر پاؤں رکھ دے اس ارادے سے وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ سخت خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں بھاگا اور تھر تھر کانپنے لگا حرم کے صحن میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے ابو جہل سے خوف کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں نے جونہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حملہ کرنے کا سوچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تند و تیز آگ مجھے اپنی لپٹ میں لے رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے پروں والے ایک

---

[1] بتوں کے نام

Marfat.com

نہایت خوں خوار پرندے کو بھی دیکھا جو مجھ پر جھپٹنے ہی والا تھا۔ لوگوں نے اس بات پر ابو جہل کا خوب مذاق اڑایا انہیں کیا معلوم تھا کہ ابو جہل کو گستاخِ رسول کا حشر واقعی دکھا دیا گیا ہے!

⑤
عبرتناک انجام

قریش کے یہ پانچ سر کردہ سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ٹھٹھا کرتے، تضحیک کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ کر بلاوجہ قہقہے لگایا کرتے تھے۔

۱۔ عاص بن وائل سہمی
۲۔ حارث بن قیس سہمی
۳۔ سود بن المطلب بن الحارث
۴۔ ولید بن مغیرہ
۵۔ اسد بن عبد یغوث

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در گزر فرماتے ان کی بد تمیزیوں کو صبر سے برداشت کر لیتے اور کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ لیکن اللہ کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کفار کا یہ سلوک ناگوار گزرا۔ چنانچہ پکڑ ہو گئی۔ قرآن حکیم کی سورہ حجر کے ذریعے ان لوگوں کو عبرت ناک انجام سے آگاہ کر دیا گیا۔

○ .....چنانچہ عاص بن وائل سہمی ایک روز اپنے بیٹے کے ہمراہ سیر کو نکلا، چلتے چلتے پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے۔ عاص اچانک بلبلا اٹھا کہ اسے کسی زہریلی چیز نے

۱۔ صحیح مسلم باب قولہ تعالیٰ وما کان اللہ

Marfat.com

کاٹ کھایا ہے۔ بیٹے نے بہت تلاش کی مگر وہاں کچھ نظر نہ آیا اُدھر عاص کا درد سے برا حال ہو گیا۔ پاؤں میں سوجن آ گئی حتیٰ کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اور وہیں مر گیا۔

○ ..... حارث بن قیس سہمی مچھلی کھانے کا شوقین تھا۔ ایک دن بڑے چاؤ سے ایک عمدہ سی مچھلی لایا، نمک لگا کر پکائی اور کھا گیا۔ مچھلی پیٹ میں گئی ہی تھی، کہ پیاس نے برا حال کر دیا بار بار پانی پیتا رہا۔ حتیٰ کہ بد بخت کا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔ مرنے سے پہلے پکار پکار کر کہتا تھا کہ مچھلی کا کوئی قصور نہیں یہ تو میں ہمیشہ کھاتا رہا ہوں۔ مجھے میری گستاخیوں کی سزا ملی ہے مجھے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رب نے مار ڈالا۔

○ ..... تیسرا سود بن المطلب بن الحارث اپنے غلام کے ہمراہ گھومنے نکلا راستے میں ایک بڑا سا درخت دیکھا تو اس کی جڑوں پر بیٹھ کر ستانے لگا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل ؑ آئے اور اس کے سر کو درخت سے پٹخنے لگے۔ سود کی تو چیخیں نکل گئیں۔ غلام سے فریاد کرنے لگا۔ کہ مجھے بچاؤ غلام بیچارہ پریشان تھا کہ اسے تو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔ اسے کیا معلوم کہ اس کے آقا کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بے ادبی کا مزہ چکھایا جا رہا ہے۔ بالآخر سعود کا بھیجہ بہہ نکلا اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔

○ ..... چوتھا شخص ولید بن مغیرہ ایک روز بازار میں جا رہا تھا کہ ایک تیر ساز کی دوکان کے سامنے سے گزرا۔ اچانک ایک پیکاں[1] اس کی چادر سے الجھ گیا۔ تھوڑا آگے جا کر احساس ہوا تو ولید نے پیکاں نیچے گرانے کے لئے چادر کو جھٹکا دیا۔ مگر یہ کیا؟ نیچے گرنے کی بجائے پیکاں سیدھا اس کی شاہ رگ پر آن لگا اور خون کا فوارہ ابل پڑا اور وہ دشمنِ خدا وہیں ڈھیر ہو گیا۔[2]

○ ..... پانچواں شخص اسود کسی کام کی غرض سے صحرا کی جانب گیا وہاں اس قدر

۱۔ پیکاں: تیر کا اگلا نوکیلا نما سرا

۲۔ دلائل حافظ ابی نعیم مطبوعہ مجلس دائرہ المعارف النظامیہ حیدر آباد ص ۹۱۔ ۹۰

Marfat.com

سخت نوکی کہ الٹے توے کی طرح سیاہ ہو گیا۔ گھر لوٹا تو گھر والوں نے پہچاننے سے انکار کر دیا آخر اسی نوکے اثر سے ہلاک ہو گیا۔

(۶)

قبر کا مرتد کو قبول نہ کرنا

ایک روز ایک عیسائی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ہدایت بخشیں' یہ کہا اور مسلمان ہو گیا۔ خدمت اقدس میں رہنے لگا۔ نماز روزے اور اسلامی تعلیمات پر خوب توجہ دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کا ذوق و شوق دیکھا تو کاتب وحی بنا دیا۔

یوں وقت خوب کٹ رہا تھا کہ اسے بدبختی نے آلیا' دل میں نہ جانے کیا آئی کہ مرتد ہو گیا دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھاگ کر اپنے بھائی بندوں سے جاملا۔ پھر سے عیسائی ہو گیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف بیہودہ قسم کی باتیں کرنے لگا لوگوں سے کہتا کہ جو کچھ میں لکھ آیا ہوں اس کے علاوہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ نہیں جانتے (نعوذ باللہ)

ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک دن یہ نامراد شخص اچانک مر گیا۔ دوست احباب آئے اور اپنے طریقے کے مطابق دفن کر دیا۔ صبح کو دیکھا تو نعش قبر سے باہر تھی۔ اس کے ساتھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے فوراً دھیان مسلمانوں کی طرف گیا۔ کہ چونکہ یہ ان کا مذہب چھوڑ آیا تھا لہٰذا انہوں نے اور ان کے نبی نے یہ حرکت کی ہے۔ لہٰذا دوبارہ گہرا کر کے دفن کیا' اور گھروں کو چلے گئے۔

صبح طلوع ہوئی تو وہی منظر تھا۔ نعش قبر سے باہر پڑی تھی۔ بہت سٹپٹائے اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ یہ کام مسلمانوں کا ہی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بے حد تک قبر کھودی اور کہنے لگے کہ اب دیکھیں گے مسلمان کیسے باہر نکالتے ہیں

Marfat.com

صبح ہوئی تو یہ دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ نعش پھر سے باہر زمین پر پڑی ہے۔ اب تو انہیں یقین ہوگیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں بلکہ یہ تو اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بے ادبی کی سزا مل رہی ہے۔ چنانچہ مردے کو وہیں چھوڑا اور گھروں کو چلے گئے اور وہ بعد میں کیڑوں مکوڑوں اور جانوروں کی خوراک بنا۔[1]

(۷)

تکبّر کی سزا

ایک دفعہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی کام کی غرض سے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے راہ میں کچھ لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک شخص نمایاں جگہ پر بڑے کروفر سے بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا کہ سردار ہے۔ وہ بھی کھانے میں مشغول تھا۔ مگر بایاں ہاتھ استعمال کر رہا تھا۔

حضور نے دیکھا تو دائیں ہاتھ سے کھانے کو کہا نہایت بد تمیزی سے بولا "میں اس سے کھا نہیں سکتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کا جواب ناگوار گزرا فرمایا "خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اس مغرور شخص کے دائیں رخ فالج کا حملہ ہوا دائیں بازو نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ اور حالت یہ ہوگئی کہ ہاتھ واقعی منہ تک نہیں پہنچتا تھا۔

اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ اور اسے انہیں اس قسم کا فضول جواب نہیں دینا چاہئے تھا۔[2]

۲۔ صحیح مسلم باب آداب الطعام والشراب واحکامہا

Marfat.com

⑧

ٹیڑھا منہ

حکم بن ابی العاص نامی کافر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ ۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے اور اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس بدبخت کے ذہن میں ایک نئی ترکیب آئی اپنا منہ ٹیڑھا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے گیا اور کہنے لگا محمد (صلی الہ علیہ و آلہ وسلم) دیکھو میرا منہ کیسے ہو گیا ہے۔

ارشاد ہوا اب یہ ایسا ہی رہے گا۔

زبان رسالت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ حکم کی زندگی کا روگ بن گئے۔ اس کا منہ زندگی بھر ٹیڑھا رہا اور اسی حالت میں مر گیا!

⑨

اللہ کی پناہ

صحابہ کرام اکثر رسول خدا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہر وقت چوکس مگر روزمرہ زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ انسان بالکل تنہا ہوتا ہے۔

کفار ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ اگر موقع ملے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کام تمام کر دیں۔ مکہ میں کئی مرتبہ کوشش کی مگر ناکام رہے آپ

۱۔ صحیح مسلم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بخلافت مدینہ ہجرت کر گئے تو دشمنوں کے سینے پر گویا سانپ لوٹ گیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی دسترس سے باہر ہو گئے۔

بدر کے میدان میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے' تو کفار نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھی۔ مدینہ کے ایک منافق کو بڑی رقم دے کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے لگا دیا کہ جونہی موقعہ ملے ' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ختم کر دے۔ لالچ کے مارے منافق نے عہد کیا کہ وہ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پوری کرے گا۔ چنانچہ تاک میں رہا لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ رسول خدا قضائے حاجت کے لئے ایک طرف تشریف لے گئے۔ اس شخص نے موقعہ غنیمت جانا اور پیچھے ' پیچھے ہو لیا مگر وار کرنے کی جرات نہ ہوئی تھوڑی دیر میں ہانپتا کانپتا واپس آیا تو کفار نے وجہ پوچھی ' تو بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا میں نے وار کرنے کا سوچا ہی تھا کہ نورانی چہرے والا ایک اونچا لمبا شخص درمیان میں آ گیا اس نے پرے مارا تو تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ یقیناً فرشتہ تھا۔ اور اللہ کی جانب سے رسول اللہ کی حفاظت پر مقرر تھا۔ اس واقعہ کا اس شخص پر اس قدر اثر ہوا کہ ایمان لے آیا!

(۱۰)

اللہ کی پناہ

اللہ اپنے پاک نبیوں کی حفاظت خود کرتا ہے ' اور دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور دبدبہ بٹھا دیتا ہے۔ اس سلسلے کا ایک اور واقعہ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بھی ہے۔ مکہ فتح ہوا ' تو مسلمانوں کے غلبے سے سخت پریشان تھے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کا زور توڑنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت حصہ اول ص ۳۸۶

Marfat.com

علیہ و آلہ وسم کو درمیان سے ہٹانا ضروری ہے۔ چنانچہ طے پایا کہ کسی دن دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جائیں، عامر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو باتوں میں لگالے اور اربد موقع پاکر کام تمام کردے۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق خدمت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے عامر منتظر رہا کہ اربد وار کرے گا۔ مگر اس نے بڑی دیر تک ایسا نہ کیا تو دونوں واپس چلے آئے۔ راستے میں عامر نے موقع کھو دینے کی وجہ پوچھی تو اربد بولا کیا بتاؤں جونہی میں وار کرنے کا ارادہ کرتا' تم درمیان میں آ جاتے' ایسے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تو کیا بگڑنا تھا البتہ تم ضرور مارے جاتے اور کیا میں تمہیں قتل کر دیتا۔

اس واقعہ نے دونوں کے دل پر اس قدر اثر کیا' کہ پھر سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور سچے دل سے مسلمان ہو گئے!

Marfat.com

۱۔ شیخ محدث دہلوی مدارج النبوت

دسواں باب

ذاتی کردار کا معجزہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مکہ والوں کو دین اسلام کی دعوت دی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے۔ وہ کون سا ظلم تھا' جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ماننے والوں پر نہ توڑا گیا۔ مگر دین حق کی جی بھر مخالفت کرنے کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار پر انگلی نہ اٹھا سکے۔

مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی بے پناہ دیانت اور سچائی کی وجہ سے صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ اعزاز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت سے پہلے ملا اور نبوت کے بعد بھی برقرار رہا۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سب کچھ کہا مگر جھوٹا اور بد دیانت نہیں کہا۔

○ ..... کچھ عرصہ خفیہ تبلیغ کے بعد جب اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو جناب رسالت مآب کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ مکہ کے مختلف قبائل اور گھرانوں کو نام لے لے کر پکارا جب سب جمع ہو گئے تو پوچھا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا لشکر جمع ہے اور تم لوگوں پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے۔ جواب ملا یقین کیوں نہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں' مگر جونہی انہیں دین کی طرف بلایا گیا تو برا بھلا کہتے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے

○ ..... پھر وہ دن آیا کہ قریش کے سرکردہ سردار کعبہ میں جمع ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ سب جی بھر کر دل کی

Marfat.com

بھڑاس نکالتے ہیں مگر انہیں میں سے اللہ کا ایک بندہ نصیر بن حارث یہ کہنے پر مجبور ہے

"قریش والو! تم غلطی پر ہو محمدؐ کا بچپن' لڑکپن اور جوانی تمہارے سامنے گزرے ہیں۔ آج تک اس نے جھوٹ بولا نہ کوئی غلط بات کی۔ اب جب کہ اس کے بال سفید ہو گئے ہیں تو تم اس پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہو۔ قریشی سردارو عقل کے ناخن لو یقیناً کوئی بہت بڑا واقعہ رونما ہو چکا ہے جس کا ہم احساس نہیں کر رہے۔

○ ..... ابو جہل آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت کا عمر بھر معترف رہا۔ اس نے خود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سچائی اور دیانت پر کوئی شبہ نہیں اور نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے ہیں (دین اسلام) اور اس کے بارے میں جو کہتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔

○ ..... اور پھر بدر کے موقعہ پر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ لڑائی شروع ہونے سے ذرا پہلے کسی نے تنہائی میں ابو جہل سے پوچھا کہ اس وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہیں، تو سچ سچ بتا دے کہ آیا محمدؐ سچا ہے یا جھوٹا تو ابو جہل بولا بے شک محمدؐ سچ بولتا ہے اور اس نے کبھی غلط بیانی نہیں کی!

○ ..... قریش کا ایک دوسرا بڑا سردار ابو سفیان حاکم روم ہرقل کے دربار میں یہی گواہی دینے پر مجبور ہے، دربار روم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جی بھر برائیاں بیان کر چکے تو ہرقل نے کہا اور چھوڑو صرف اس قدر بتاؤ کہ اس نئے نبی کو آپ نے روزمرہ زندگی میں کیسا پایا' ابو سفیان کو اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

○ ..... اور آگے چلیں' مکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا تو ذکر ہی

Marfat.com

حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہر طرح کے بہتان اور الزام لگ رہے ہیں مگر کفار کی نظروں میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دیانت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے وہ اپنی امانتیں بھی آپؐ کے پاس رکھواتے ہیں۔ انہیں مکہ بھر میں کوئی اور شخص اس قابل نظر نہیں آتا۔

آنحضرتؐ ہجرت کا سوچ رہے ہیں' کفار کو بھی علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی وقت بھی مکہ چھوڑ کر جاسکتے ہیں۔ مگر دیانت پر اُب بھی شک نہیں۔ کسی نے امانت کی واپسی کا تقاضہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امین ہے۔ شہر چھوڑے گا بھی' تو ہماری امانتیں لوٹا کر جائے گا۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس اعتماد پر پورا اترتے ہیں' ہجرت کی شب یہ ذمہ داری حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو سونپتے ہیں کہ گھر میں رکھی امانتیں صبح ان کے مالکوں تک پہنچادیں اور پھر مدینہ آئیں۔

سبحان اللہ! دوستو! دنیا کی تاریخ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھ لیں' امانت اور دیانت کی ایسی عظیم مثال نہ ملے گی اور یہ بے شک حضور سرور کائنات کے ذاتی کردار کا معجزہ ہے۔

○ ..... آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار کا ایک اور پہلو خدمت خلق ہے۔ بعثت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غریبوں' مسکینوں' یتیموں' بیواؤں' بوڑھوں اور اپاہجوں سے ہمدردی رکھتے تھے اور ان کے کام آتے تھے۔ بعثت کے بعد بھی یہ طرز عمل جاری رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے جانوروں کا دودھ دھودیتے بازار سے سودا سلف لادیتے اور ان کی مالی اعانت بھی فرمادیتے تھے۔ مکہ کی اس بڑھیا کا واقعہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گا۔ جو ایک دوپہر سر پر گٹھڑی اٹھائے ہانپتی کانپتی بھاگی جارہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خوف سے بھاگی جا رہی ہے جو جادوگر ہے اور لوگوں کو ان کے دین سے بھٹکا رہا ہے' رسول خدا مسکرا کر اس کی بھی گٹھڑی اٹھا لیتے ہیں کہ چلو اماں تمہیں آگے تک چھوڑ آؤں اور جب باتوں

باتوں میں بڑھیا کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بوجھ اٹھانے والا ہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے تو گڑبڑا جاتی ہے۔ بولی لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ تجھ جیسا ہمدرد شخص جادوگر ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے شک اللہ کے سچے نبی ہیں۔ یہ کہا اور مسلمان ہو گئی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار کا معجزہ تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ کفار کا ظلم اور پراپیگنڈہ ان پر بالکل اثر نہیں کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ماضی اور حال ان کے سامنے تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اس قدر ہمدرد 'خداترس' سچا' دیانت دار' باحیا اور مخلص شخص غلط ہو ہی نہیں سکتا وہ جو کچھ کہتا ہے حق ہے۔

دوستو! اپنوں اور بیگانوں سے اس طرح کی دوٹوک گواہی کوئی آسان کام نہیں یہ محض انبیاء کا حصہ ہے۔ اور خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور ان کے سردار ہیں۔ کردار کی عظمت کے اس عظیم معجزہ کے بعد کسی اور معجزہ کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔

اصلاحِ عرب

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ عربوں کی اصلاح ہے۔ سرزمین عرب' جو صدیوں سے جہالت میں غرق تھی۔ جہاں کے باشندے گنوار' اجڈ اور جھگڑالو شمار ہوتے تھے' جہاں معمولی سی بات پر شروع ہونے والی لڑائیاں پشتوں چلتی تھیں اور خاندانوں کے خاندان تباہ ہو جاتے تھے۔

عربوں میں اپنی ناک سے آگے کا سوچنے کا رواج نہ تھا۔ ذاتی مفاد ہی سب کچھ تھا۔ پورا ملک قبائل میں بٹا ہوا تھا ان کی تمام تر صلاحیتیں اور کوششیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہوتی تھیں۔

Marfat.com

وہ لوگ جو پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھ چھوڑے تھے۔ جو ان بتوں سے مرادیں مانگتے انہیں خوش کرنے کے لئے چڑھاوے چڑھاتے' نذر' نیازیں دیتے وہ عرب جو توحید کے تصور سے قطعاً نا آشنا تھے۔

وہ عرب جو فحاشی میں بدنام زمانہ تھے۔ جن کی بے حیائی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ننگے ہوکر کعبہ کا طواف کرتے اور اسے بہت بڑی عبادت خیال کرتے تھے۔

مگر اسلام لانے کے بعد جب ان کا واسطہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پڑا تو ایک ایسا سیاسی اور معاشرتی معجزہ رونما ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی بتوں کے پجاری توحید الٰہی کے سب سے بڑے علمبردار بن گئے۔ فحاشی اور بے حیائی کے رسیا عربوں کی پارسائی ضرب المثل بن گئی۔

زمانہ جہالت کے فتنے' فساد ماضی کا حصہ بن گئے۔ گروہوں' فرقوں اور قبیلوں میں بٹے ہوئے عرب ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے ابھرے انہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں اسلام کی ترقی کے لئے وقف کر دیں۔

گیارھواں باب

معجزۂ قرآن

قرآن حکیم بذات خود، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ ایک ایسی کتاب جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا۔ وہ وحی ہے اور کلام الٰہی ہے۔ دنیا و جہاں کی تمام مخلوقات مل کر بھی کوشش کریں تو قرآن حکیم کی ایک آیت تک کی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔

کفار حضور سرور کونین سے معجزات طلب کرتے تھے۔ تو اللہ کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا گیا کہ کیا قرآن حکیم کافی نہیں ہے اور اس الہامی کتاب کے اتارے جانے کے بعد کسی اور معجزہ کی ضرورت اور گنجائش بھلا کہاں رہ جاتی ہے![1]

جناب رسالت مآبؐ بھی اس عظیم معجزہ (قرآن) کے حاصل ہونے پر بے حد نازاں تھے، فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کو بے شمار معجزے عطا کئے، جن سے متاثر ہو کر لوگ ایمان لایا کرتے تھے۔ لیکن جو معجزہ مجھے قرآن کی شکل میں ملا ہے۔ اس کی شان ہی نرالی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس کی برکت سے قیامت کے دن میری امت کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ خود قرآن حکیم کے معجزوں کا ذکر کرنے کے لئے ایک طویل مدت چاہیے۔ کلام الٰہی کا ہر پہلو ایک راز سے پردہ اٹھاتا ہے۔

○ ..... پہلی بات تو یہ کہ کتاب ایک ایسے شخص پر نازل ہوئی جو [illegible]

۱۔ حوالہ سورۃ العنکبوت (۵۱۔۵۰)

Marfat.com

جانتا تھا۔ اور اس حقیقت سے اپنے بیگانے بھی واقف تھے۔ شدید مخالفت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی قرآن حکیم کے اس معجزہ کو تسلیم کرتے تھے۔

○ ..... دوسری بات یہ کہ مخالفین اپنی بہترین کوششوں کے باوجود قرآن حکیم کی ایک آیت کی بھی نظیر پیش نہ کر سکے۔ دشمنی میں یہ تو کہہ دیا کہ یہ کلام الٰہی نہیں، محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود تصنیف کر لیا ہے یا کسی اور سے لکھوا لیا ہے۔ مگر جب انہیں اس کی مختصر ترین آیت سورہ کوثر جیسی آیت بنانے کو کہا گیا تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، عرب بھر کے شاعروں، ادیبوں، عالموں، فاضلوں نے پورا زور لگا دیا لیکن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔

آئندہ چند سطور میں معجزہ قرآن کے بارے میں کفار کے رد عمل کا ذکر کیا جائے گا۔

①

کہاں کی شاعری کہاں کے شعر

جناب لبیدؓ عرب کے نامور شاعر تھے ان کی فصاحت اور بلاغت کی ہر طرف دھوم تھی۔ ایمان لے آئے تو حضرت عمرؓ نے ایک دن کوئی شعر سنانے کو کہا بولے کہاں کی شاعری، کہاں کے شعر، قرآن حکیم کی سورہ بقرہ اور آل عمران سیکھنے کے بعد کسے شعر کہنا زیب نہیں دیتا جو حسن قرآن میں ہے وہ کسی انسان کے کلام میں کہاں۔

Marfat.com

(۲)

یہ جادو ہے منتر

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کفار کو اسلام کی دعوت دی۔ انہیں قرآن کی آیات سنائیں تو وہ عقل و شعور کھو بیٹھے نبوت اور وحی کی باتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں تو اپنی اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے لگے۔ بولے کہ کل تک تو ہمارے درمیان میں اچھے بھلے رہ رہے تھے یہ آج اچانک کیا ہو گیا۔ یقیناً آسیب یا جادو کا اثر ہے سوچا کہ برادری، قبیلے کا آدمی ہے۔ اس کا علاج کروالیا جائے۔

زمانے کے رواج کے مطابق ملک عرب میں آسیب، جادو نکالنے والوں کی کوئی کمی نہ تھی۔ ایک بستی میں کئی کئی مل جاتے تھے۔ البتہ ضماد ازدی کا علاقے بھر میں شہرہ تھا۔ جہاں گیا، کامیاب لوٹا چنانچہ قریش اسے ہی بلا لائے۔

ضماد نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گفتگو شروع کی تو ٹھٹھکا کہ آسیب زدہ ایسے تو نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مختصر سا بیان فرمایا اور کلمہ شہادت پڑھا اسی کلمہ ہی نے وہ اثر دکھایا کہ ضماد میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ رہی فرمائش کر کے تین بار کلمہ شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا۔

بے اختیار بول اٹھا "آیا تو کسی اور غرض سے تھا۔ مگر یہاں تو قصہ ہی کچھ اور ہے میں نے جادوگروں کے جادو دیکھے ہیں کاہنوں کے منتر سے واقف ہوں، شاعروں کے کلام سے بھی گہری شناسائی ہے۔ مگر خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تو کلام ہی کچھ اور ہے یہ تو سمندروں کی گہرائیوں تک اثر کرنے کی خاصیت رکھتا ہے۔

۱۔ صحیح مسلم باب تخفیف الصلوۃ والخطبہ

Marfat.com

(۳)

عتبہ کی بے بسی

اسلام کی ترقی، کفار مکہ کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔ ان کے سب حربے بے اثر ثابت ہو رہے تھے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بتدریج پھیلتا جا رہا تھا۔ اکثر سر جوڑ کر بیٹھتے کہ نئے دن کو کیونکر ناکام بنایا جائے۔ ایک روز کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ آج تک ہم نے ایسے اشخاص کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا ہے جو محض کسی ایک شعبے کے ماہر تھے۔ اور دوسرے علوم سے لاعلمی کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متاثر ہو گئے۔ کیوں نہ اب کسی ایسے شخص کو آزمایا جائے جو متعدد علوم میں شدھ بدھ رکھتا ہو تاکہ آسانی سے ہار تسلیم نہ کرے۔

موزوں آدمی کی تلاش ہوئی۔ تو معروف قریشی سردار عتبہ بن ربیعہ پر اتفاق ہو گیا۔ سب کی رائے یہ تھی کہ وہ اچھا شاعر بھی ہے۔ کہانت بھی، جادو بھی جانتا ہے اور مختلف منتروں سے بھی واقف ہے نئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لاجواب کرنے کے لئے اسے بھیجا جائے۔

عتبہ بن ربیعہ نے یہ سنا تو قوم کی خاطر تیار ہو گیا، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا اور تجویز پیش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کفار کی مخالفت ترک کر دیں تو وہ انہیں کچھ رعائتیں دینے پر تیار ہیں۔ جس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سورہ حم السجدہ کی تلاوت شروع کی۔ کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ عتبہ کو یارا نہ رہا۔ آگے بڑھ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر قرابت کا واسطہ دیا۔ کہ بس کریں۔ مجھ میں مزید سننے کی تاب نہیں۔ مذاکرات بیچ میں چھوڑ کر گھر کی طرف لپکا اور کئی روز تک باہر نہ نکلا۔

Marfat.com

کفار کو عتبہ کی اس حرکت پر سخت حیرت ہوئی۔ ابو جہل کو اُس کے گھر بھیجا کہ صورت حال معلوم کرے۔ عتبہ کے تاثرات سن کر ابو جہل نے چوٹ کی۔ بس عتبہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ہاں کا کھانا کھا کر پسل گئے۔ بولا ابو جہل! کیوں بھولتے ہو' کہ میں ایک امیر اور با اثر آدمی ہوں۔ مجھے کھانے پینے' یا دولت کا لالچ ہرگز نہیں' میری باتوں کے جواب میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو کلام پیش کیا۔ وہ شاعری تھی نہ افسانہ' میں نے اس سے قبل ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ اس میں موجود عذاب الٰہی کی دھمکی نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے اور میں نے انہیں قرابت کا واسطہ دے کر چپ کرایا۔ میں خوف زدہ ہو گیا۔ مبادا ہم پر عذاب آ جائے۔

مگر کفار بھلا کب ماننے والے تھے۔ بولے لو! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان کا جادو عتبہ پر بھی ہو گیا!

(۴)

قرأت سے خوف

کفار قرآن حکیم کے معجزانہ اثر سے بے حد خوف زدہ رہتے تھے۔ وہ حتی الامکان کوشش کرتے کہ کلام پاک کا کوئی لفظ ان کے کانوں میں نہ پڑے۔

۶ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ حبشہ کی جانب ہجرت کے لئے نکلے تو ابن الدغنہ راستے سے واپس لے آیا۔ کہنے لگا کہ آج سے آپ میری پناہ میں ہیں۔ کفار آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور مکہ آ کر اس بات کا باقاعدہ طور پر اعلان بھی کر دیا۔

۱۔ بحوالہ ابن اسحاق | اور سیرۃ النبی جلد سوم از سید سلیمان ندوی

Marfat.com

کفار بولے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر ابو بکر سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں بلند آواز سے تلاوت نہ کیا کریں۔ اس سے ہمارے بیوی بچوں پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کچھ دن تو ایسے ہی کیا مگر طبیعت نہ مانی کہ اللہ کے کلام کو یوں چھپ چھپ کر پڑھیں چنانچہ اپنے گھر کے پاس ہی ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور وہاں نماز اور تلاوت شروع کر دی۔ آواز میں بے حد سوز تھا۔ قرآن حکیم پڑھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

اب تو کفار کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بھاگے بھاگے ابن الدغنہ کے پاس آئے کہ ہمیں تو تیرا لحاظ آڑے ہے۔ ورنہ ابو بکر صدیقؓ کی یہ مجال نہ ہوتی' انہیں کہو کہ قرآن کو بلند آواز سے نہ پڑھیں ورنہ ان کو اپنی پناہ سے نکال دو' ہم خود نمٹ لیں گے۔

ابن الدغنہ یہ پیغام لے کر ابو بکر صدیقؓ کے پاس گیا۔ تو آپ نے اس کی تجویز ماننے سے معذرت کر دی۔ ان حالات میں ابن الدغنہ نے کسی قسم کی مدد کرنے سے معذوری کا اظہار کیا تو ابو بکر صدیقؓ بولے۔ یہ تم بڑی خوشی سے کر سکتے ہو۔ مجھے میرے اللہ کی پناہ ہی کافی ہے۔

⑤

یہ کسی انسان کا کلام نہیں

کفار مکہ گو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور دشمنی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ لیکن دل میں ایک کھٹکا سا ضرور محسوس کرتے تھے۔ بعض تو نئے دین کی صداقت کے قائل بھی تھے۔ مگر ہٹ دھرمی نے انہیں زبان سے اقرار کرنے سے روک رکھا تھا۔ ایسے میں قریش کے چیدہ

Marfat.com

چیدہ سردار گاہے بگاہے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جاتے اور اپنے وسوسوں کی تشفی کے لئے جناب رسالت مآب سے مختلف قسم کے سوال پوچھتے یا قرآن حکیم کی آیات سننے کی خواہش کا اظہار کرتے۔

ولید بن مغیرہ بھی انہیں لوگوں میں تھا۔ قریش کا یہ صاحب اثر اور صاحب ثروت سردار قبیلہ بھر میں نہایت معزز شمار کیا جاتا تھا۔ ایک دن خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر کچھ سننے کی فرمائش کی۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چند آیات تلاوت فرمائیں۔ طبیعت پہ اثر ہوا تو دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوبارہ پڑھ دیں۔

آخر بے خود ہو کر بولا آج تک بہت کچھ سنا مگر خدا کی قسم قرآن کی تو کچھ اور ہی لذت ہے۔ اس کی تازگی اور چاشنی کے کیا کہنے اس کی مثال ایسے درخت کی ہے۔ جس کا تنا مضبوط ہو اور شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہوں۔ بے شک یہ کسی انسان کا کلام نہیں!

سبحان اللہ! دوستو! قرآن کا معجزہ ملاحظہ ہو۔ ایک دشمن دین سے بھلا اس سے بڑھ کر کیا خراج وصول کیا جا سکتا ہے!

(۶)

بخدا محمدؐ سچے ہیں

حضرت ابو غفاری ایک نامور صحابی ہو گزرے ہیں ان کے قبیلہ غفار میں انیس نام کا ایک شاعر تھا۔ بے حد فصیح، موزوں کلام اور شاعری کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کا سنا تو تجسس ہوا۔ پھر کفار مکہ کی اڑائی ہوئی افواہیں سنیں کہ نبوت کا دعوے دار شاعر ہے۔ قصہ گو ہے،

۱۔ سیرۃ النبی، جلد سوم سید سلیمان ندوی

Marfat.com

جادوگر ہے۔ تو شوق چرایا کہ کیوں نہ جا کر دیکھا جائے۔ مگر کھلم کھلا ایسا کرنے میں قبیلے والوں کا خوف تھا۔ چنانچہ اپنے بھائی کو اعتماد میں لیا اور چپکے سے مکہ پہنچ گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کی۔ اُن کی زبان مبارک سے قرآن حکیم کی چند آیات سنیں۔ واپس لوٹے تو بھائی نے پوچھا سناؤ' محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیسا پایا۔

انیس بولے۔ قریش ہی افواہیں غلط ہیں میں کاہنوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں ان کی باتیں سنیں ہیں۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کاہن نہیں۔ میں شاعری کے اصول وضوابط اور اس کی اونچ نیچ سے واقف ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلام ہرگز ہرگز شاعری نہیں۔

خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سچے ہیں اور قریش جھوٹے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو غفاری خدمت نبوی میں حاضر ہو کر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے!

(۷)

ایک ہی چراغ کے پرتو

مصیبت کے مارے مسلمانوں نے ۵ نبوی حبشہ کی جانب ہجرت کی' وہاں حالات سازگار تھے۔ جشہ کا حاکم نجاشی گو عیسائی تھا" مگر مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آیا' حالات سازگار ہونے تک اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی۔

کفار مکہ کو مسلمانوں کی یہ سہولت ایک آنکھ نہ بھائی۔ فوراً نجاشی کے دربار میں پہنچے اور مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا کہ ہمارے باغی ہیں ہمارے حوالے کئے

۱۔ صحیح مسلم اسلام ابوذر

Marfat.com

جائیں۔

نجاشی نے یک طرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے حقیقت حال جاننے کے لئے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا' کئی سوال جواب ہوئے۔ جب کفار نے دال گلتی نہ دیکھی تو ایک اور پتہ پھینکا کہ جناب یہ مسلمان عیسائیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں مقصد یہ تھا کہ عیسائی حکمران اس پر بھڑک اٹھے گا۔

چنانچہ مسلمانوں سے وضاحت چاہی تو جواب میں حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی آیات تلاوت کیں۔ نجاشی نے سنا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

بولا خدا کی قسم عیسیٰؑ اس سے رتی بھر کم یا زیادہ نہیں تھے۔ پھر بولا یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں!

یوں کفار کو ناکامی ہوئی اور معجزہ قرآن نے عیسائی حکمران کا دل مسخر کر لیا۔

احادیث کی کتابوں میں ایسے اور بھی بہت سے واقعات ملتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

⑧

قرآن کا تحفّظ

قرآن کا ایک بہت بڑا معجزہ اس کا اپنی اصلی حالت میں موجود ہونا ہے۔ توریت' زبور اور انجیل بھی بلاشبہ الہامی کتابیں ہیں لیکن آج کہیں بھی اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں وقت کے ساتھ ساتھ' ان میں اس قدر تبدیلیاں ہوئیں اب مکمل طور پر اللہ کا کلام نہیں رہیں۔

اس کے برعکس قرآن حکیم جس شکل میں ہمارے پیارے ﷺ

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد اول

Marfat.com

وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ سو فیصد اسی صورت میں موجود ہے۔ اور قیامت تک ایسے ہی رہے گا۔ اس میں زیر زبر تک کا فرق آیا ہے اور نہ آئے گا۔

تاریخ میں مسلمانوں پر مصیبت کے کئی دور آئے اور بعض دفعہ تو جینا دوبھر ہو گیا۔ ماضی کے شاندار ورثہ میں سے بہت کچھ کھو گیا۔ عظیم الشان تاریخی کتب خانے تباہ و برباد ہو گئے۔ بغداد جلا تو وہاں کا نادر کتب خانہ کئی روز تک جلتا رہا۔ بالآخر خاکستر ہو گیا ہزاروں قیمتی کتابوں میں سے ایک بھی نہ بچی۔ مگر دوستو! قرآن کوئی عام کتاب تھوڑی ہے یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ اسے قیامت تک اپنی اصل شکل میں قائم رہنا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اس پاک کتاب کی حفاظت بھی مولا کریم خود کرتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے ترجمہ : ہم نے اس کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الحجر ۹)

برصغیر جنوبی ایشیا پر انگریزوں نے قبضہ کیا تو مسلمان انہیں ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ وہ اسلام کی قوت سے خوف زدہ تھے۔ بہت تحقیق کی کہ مسلمانوں کو ان کے مرکز سے کیسے ہٹا دیا جائے انہیں گمراہ کیسے کیا جائے۔

کچھ سیانوں نے صلاح دی کہ اسلام کا منبع قرآن ہے۔ قرآن کو ختم کر دو تو اسلام رہے گا ورنہ اس کے پیروکار۔

انگریز حاکموں کو یہ مشورہ دل لگا۔ چنانچہ نہایت منظم طریقے سے ملک کے طول و عرض سے قرآن پاک جمع کرنا شروع کر دیئے۔ دکانوں کے پورے پورے سٹاک خرید لئے۔ مسلمان گھرانوں سے مانگے کہ اسلام پر تحقیق کے لئے اس مقدس کتاب کی ضرورت ہے۔ یوں ہزاروں' لاکھوں جلدیں جمع کر کے ضائع کر دیں۔ مگر ایسا کرتے ہوئے وہ یہ بھول گئے کہ قرآن حکیم کے محافظ مسلمان نہیں بلکہ خود اللہ کی ذات ہے۔ لہٰذا وہ اسے کیوں کر ختم کر سکتے ہیں چنانچہ وہ اس کوشش میں بری طرح ناکام رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے دکانیں' مدرسے اور مسلمانوں کے گھر پھر سے کلام

(۹)

ایک تاریخی واقعہ

یہاں پر اس سلسلے میں تاریخ اسلام سے ایک واقعہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ماموں الرشید ایک نامور عباسی خلیفہ گزرا ہے۔ بے حد خدا ترس اور علم دوست انسان تھا۔ ایک روز دربار میں بیٹھا تھا کہ ایک یہودی عالم حاضر خدمت ہوا۔ خلیفہ اس کے علم ودانش سے بے حد متاثر ہوا اور اسے اسلام قبول کر لینے کی دعوت دی۔ مگر یہودی عالم نے انکار کر دیا۔

ابھی سال بھر ہی گزرا تھا کہ وہ ایمان لے آیا۔ خلیفہ کو پتہ چلا تو دربار میں طلب کیا۔ خوشی کا اظہار کیا' مبارک باد دی اور پوچھا کہ ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پچھلے برس تو آپ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور پھر یہ سعادت کیوں کر نصیب ہوئی۔

اس نے جواب دیا کہ اس دوران میں نے مختلف مذاہب کا امتحان لیا۔ اس مقصد کے لئے میں نے پہلے توریت کے تین نسخے لکھے اور متن میں اپنی مرضی سے کمی بیشی کی۔ پھر انہیں یہودیوں کی بستی میں جا کر بیچ آیا۔ کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ پھر انجیل کے تین نسخے لکھے' حسب منشا تحریف کی۔ انہیں عیسائیوں کے حوالے کیا تو خوش دلی سے قبول کر لئے گئے۔ کہیں سے کوئی آواز نہ اٹھی۔

آخر میں قرآن حکیم کے تین نسخے لکھے اور چند آیات بدل دیں۔ مگر جونہی انہیں مسلمانوں کو پیش کیا گیا' ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ غلط آیات کی فوراً نشان دہی ہوئی اور کسی نے بھی ان نسخوں کو قبول نہ کیا[1]

اس پر میرے دل نے گواہی دی کہ قرآن حکیم بے شک الہامی کتاب ہے اور اس میں آج تک کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ بس یہی میرے

۱۔ علامہ نور بخش توکلی سیرۃ رسول عربی ص ۴۲۰

Marfat.com

اسلام لانے کا سبب ہے۔

(۱۰)

حفظِ قرآن

قرآن پاک کا ایک اور معجزہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے سینوں میں مکمل طور پر محفوظ ہو سکتا ہے۔ آپ کو ایسے ہزاروں اللہ کے بندے ملیں گے جنہیں کلام پاک اول تا آخر ازبر ہے۔ ان میں ہر نسل وقوم' ملک وملت اور صلاحیت کے لوگ ہیں' ان میں عرب بھی ہیں اور غیر عرب بھی گورے بھی ہیں' کالے بھی' ان پڑھ بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی۔

دوستو! اس مسئلے پر ذرا غور کریں تو حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ کہ ایک ان پڑھ شخص جسے اپنی مادری زبان کا ابتدائی قاعدہ یاد نہیں ہوتا ایک غیر ملکی زبان میں لکھی ہوئی پانچ چھ سو صفحوں کی کتاب کسی شوشے اور زیر و زبر کی غلطی کے بغیر ازبر کر لیتا ہے۔ آنکھوں والے تو رہے ایک طرف عربی زبان کی ابجد سے ناواقف نابینا اشخاص اس مقدس کتاب کو اپنے سینوں میں لئے پھرتے ہیں۔ قرآن حکیم کو اپنی اصل شکل میں محفوظ رکھنے میں ان حفاظ کرام کا بہت بڑا دخل ہے۔

ابتدائے اسلام میں جب کاغذ نہیں تھا۔ لکھنے والے نہیں تھے تو قرآن حکیم یوں بھی سینہ بہ سینہ ایک سے دوسری نسل کو منتقل ہوتا رہا[1]۔ اور یہ قرآن کا بہت عظیم معجزہ ہے۔

دوستو! آپ خود کوشش کر کے دیکھ لیں اپنی نصاب کی کسی کتاب کو ازبر

---

[1] ویسے قرآن پاک کو تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی کے زمانے میں جمع کر لیا گیا تھا اور اسلامی مملکت کے مختلف [illegible] اس کے نسخے بھجوا دیئے تھے۔ جب اسلامی حکومت غیر عرب علاقوں میں پہنچی تو قرآن پر اعراب لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی یہ خدمت اموی عہد میں عراق کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے انجام دی۔

Marfat.com

کرنے کی کوشش کریں۔ حرف بہ حرف شاید ایک آدھ صفحہ ہی پڑھ سکے اور کسی ان پڑھ شخص کے لئے تو ایسا کرنا بھی ناممکن ہوگا۔ حالانکہ اردو ہماری قومی زبان ہے ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے۔ سکولوں' دفتروں' بازاروں' کارخانوں' گلیوں غرض ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مگر حرف بہ حرف حفظ کا معاملہ آئے تو بات چند صفحات سے آگے نہیں بڑھتی اور اُدھر قرآن حکیم ہے کہ عربی جیسی اجنبی اور غیر مانوس زبان میں ہونے کے باوجود لاکھوں کو ازبر ہے۔ بے شک یہ اس مقدس کتاب کا بہت بڑا معجزہ ہے۔

(۱۱)

قرآن کی جامعیّت

موضوعات کے اعتبار سے دیکھیں تو قرآن کی اپنی ہی شان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے، مختلف اوقات میں مختلف نبی آئے۔ جن کی مجموعی تعداد کوئی ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان وحی کا سلسلہ ہوتا ہے۔

قرآن حکیم کے علاوہ معروف الہامی کتابیں تین ہیں۔

(ا) توریت — حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

(ب) زبور — حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔

(ج) انجیل — حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

ان تینوں کے موضوعات کو دیکھیں' تو ان میں ایک قسم کی کمی اور خلا محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً

توریت میں اصول و ضوابط اور قانون و شریعت کا بہت ذکر ہے اخلاق اور وعظ و نصیحت سرے سے نہیں۔

Marfat.com

زبور محض دعاؤں کا مجموعہ ہے یا کچھ انسان کی روحانی تسکین کا سامان ہے، انسان کی معاشرتی ضرورتوں کا کوئی ذکر نہیں۔

انجیل سراسر نیکی، اخلاق، نرمی جیسی نصیحتوں سے بھری ہوئی ہے۔

اب قرآن حکیم کو دیکھیں تو اس کے مضامین میں جامعیت ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر مسئلے کا ذکر اور رہنمائی موجود ہے۔ اس میں اصول و ضوابط بھی ہیں قانون و شریعت بھی اس میں اخلاق کا بھی ذکر ہے اور وعظ و نصیحت کی بھی کمی نہیں انسان کی روحانی تسکین کا بھی سامان ہے اور دعاؤں کا ذکر بھی۔

غرض قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے کوئی بھی مسئلہ ہو اس کی رہنمائی اس مقدس کتاب میں موجود ہے۔

(۱۲)

عربی زبان کا فروغ

دیگر الہامی کتابیں اصل شکل میں نہ ہونے کے علاوہ اصل زبان میں بھی نہیں ہیں۔ ان کی اصل زبانیں دنیا سے تقریباً ختم ہو چکی ہیں اور اب ہم تک جو کچھ پہنچتا ہے وہ ترجمے ہیں۔ مگر ترجمے میں اصل کی شان کہاں۔ بات کچھ سے کچھ بن جاتی ہے۔ پہلی الہامی کتابوں کی اصل زبانوں کے خاتمے میں ایک بڑا راز پوشیدہ ہے۔ وہ یہ کہ ان زبانوں کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کا دور بھی ختم ہو گیا۔

اب قرآن حکیم کو دیکھئے عربی میں نازل ہوا۔ آج بھی اسی میں موجود ہے گو بے شمار زبانوں میں ترجمے ہوئے لیکن اصل زبان کا مقام اپنی جگہ ہے۔

دراصل زبان کوئی ساکت اور جامد چیز نہیں ہے زبانوں میں مسلسل تبدیلی

Marfat.com

آتی ہے انسانوں کی طرح زبانیں بھی پیدا ہوتی ہیں' جوان ہوتی ہیں بڑھتی پھولتی ہیں اور مرجاتی ہیں' وقت کے ساتھ ساتھ ان کے حروف' معانی بدل جاتے ہیں۔ کچھ لفظ ترک کر دیئے جاتے ہیں اور کچھ نئے ان کی جگہ لے لیتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے زبان کا حلیہ یکسر تبدیل ہو جاتا ہے

مگر قرآن کی زبان کو لیں۔ اس مقدس کتاب میں استعمال ہونے والی عربی آج بھی دنیائے عرب میں لکھی' بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کے کسی لفظ کو ترک نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کا بہتر متبادل نہیں مل سکتا۔ یہ زبان روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اب تو پوری دنیا میں اس کا چرچا ہے۔ دنیا کے کسی بھی بڑے ہوٹل یا ہوائی اڈے پر چلے جائیں۔ ہدایات کے تختوں اور کتابچوں میں عربی کا استعمال واضح طور پر نظر آئے گا۔

دنیا و جہاں کے تعلیمی اداروں میں یہ زبان پڑھائی جاتی ہے اور اب تو انجمن اقوام متحدہ میں بھی اسے سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

بے شک عربی زبان کی یہ ترقی اور پزیرائی قرآن حکیم کا معجزہ ہے۔

Marfat.com

محبت رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ریاض احمد شیخ

Marfat.com